ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 05 No. 01. January-March 2026.Page# 2352-2365
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Islamic Teaching of Nikah and Consent of Women

نکاح کی اسلامی تعلیمات اور اس میں عورت کی رضامندی

Hira Nawaz
M.Phil scholer, Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Associate Professor Dr. Naseem Akhter
Department of Islamic Studies Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan
Corresponding Author Email: khtr_nsm@yahoo.com

Abstract
In Islamic law, the consent of a woman in Nikah (marriage) is essential and cannot be ignored. A valid marriage requires her free will, she cannot be forced or coerced. Islam recognizes her as an independent individual with the right to accept or refuse a marriage proposal, emphasizing respect for her choice. The role of her guardian (Wali) is important but cannot override her decision.Her consent is the key factor that makes a Nikah valid. This article explores the significance of women's consent in marriage, the principles set by the Quran and Hadith, and how Islamic teachings protect women from forced marriages. It also addresses common misunderstandings and highlights the moral, social, and legal importance of ensuring that women's rights are upheld in marriage decisions. By giving women the right to choose, Islam promotes justice, dignity, and equality in family life.

Keywords: *Core concepts of Nikah, special types of marriage, women's consent in Islamic sources, women's consent in four Sunni schools of thought, legal perspectives, impact of forced marriage.*

لغوی معنی:

نکاح عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ دو چیزیں کا آپس میں اس طرح ملنا کہ ایک ہو جائے۔ لغت میں اس کی مثال ہے جیسے نیند آنکھوں میں حزب ہو کر آنکھ بن جاتی ہے اور بارش کا پانی مٹی میں حزب ہو کر مٹی بن جاتا ہے۔

دو زندگیوں کا آپس میں اس طرح جڑنا کہ ایک ہو جائیں نکاح ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو نکاح کر سکتا ہے وہ ضرور نکاح کرے کہ یہ نگاہوں کو جھکانے اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور جو نکاح نہیں کر سکتا وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کو ختم کرتا ہے۔"1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کرنی کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کر لے، یہ نگاہوں کو جھکانے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے میں بڑھ کر ہے۔"2

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"نکاح میری سنت اور میرا طریقہ ہے تو جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں ہے تم لوگ شادی کرو اس لیے میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امت پر (قیامت کے دن) فخر کروں گا اور جو صاحب استطاعت ہوں شادی کرے اور جس کو شادی کی استطاعت نہ ہو وہ روزے رکھے، اس لیے کہ روزہ اس کی شہوت کو کچلنے کا ذریعہ ہے۔"3

اصطلاحی تعریف:

نکاح کی شرعی اور اصطلاحی تعریف یہ ہے۔

"هو عقد يفيد ملک المتعة"4

نکاح ایک ایسا عقد ہے جس سے انسان ملک متعہ یعنی بضعہ کا مالک ہو جاتا ہے یعنی نکاح کے ذریعے انسان اس عورت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جس سے اس کا نکاح ہوا ہو۔

نکاح منوجہ معاملہ بھی ہے اور منوجہ عبادت بھی ہے۔

نکاح منوجہ معاملہ اس وجہ سے ہے کہ اس سے مرد اپنا مال مہر کی صورت میں دے کر عورت کا مالک بن جاتا ہے اور اسے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

نکاح من وجہ عبادت اس لیے ہے کہ یہ انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے اور نکاح کے بعد بندے کی نصف دین اور ایمان کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

نکاح کے ارکان:

فقہ حنفی کے مطابق نکاح کا اصل رکن صرف ایجاب و قبول ہے۔

ا۔ ایجاب:

ایجاب نکاح کی پیشکش کو کہتے ہیں۔ عموماً یہ لڑکی یا اس کے ولی کی طرف سے ہوتی ہے۔ جیسے مثال کے طور پر ولی کہے میں نے اپنی لڑکی بہن، بیٹی وغیرہ کو خود تمہارے نکاح میں دیا۔

ب۔ قبول:

قبول کہتے ہیں ولی کی جانب سے پیشکش کو قبول کرنا. یہ عموماً مرد کی طرف سے کیا جاتا ہے جیسے مرد یہ کہ میں نے قبول کیا۔

ہدایہ کی رو سے ایجاب و قبول ایک ہی مجلس میں ہونا ضروری ہے۔ دونوں فریقین کے درمیان مطابقت ہو۔ جس چیز پر ایجاب ہو اسی پر قبول ہو۔

ہدایہ کے مطابق نکاح کی شرائط:

ہدایہ کے مطابق نکاح کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ گواہوں کی موجودگی (شاہدین):

نکاح کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ دو مسلمان عاقل، بالغ مرد گواہ کے طور پر موجود ہوں۔ اگر ایک مرد عاقل بالغ موجود ہے اور دو عورتیں عاقل بالغ موجود ہیں تو یہ بھی صحیح ہے اور نکاح منعقد ہو جائے گا۔ ہدایہ میں واضح ہے کہ ایجاب و قبول کا گواہوں کی موجودگی میں ہونا شرط نکاح ہے تاکہ نکاح مخفی نہ ہو۔

2۔ ایجاب و قبول کا ایک مجلس ہونا:

دونوں فریق ایک ہی وقت میں ایجاب و قبول کریں. درمیان میں ایسا وقفہ نہ ہو جس سے بات ٹوٹ جائے۔

3۔ فریقین کا اہل ہونا:

ہدایہ کے مطابق عقد نکاح کے لیے دونوں فریقین کا اہل ہونا نہایت ضروری ہے۔ یعنی دونوں عاقل ہوں، بالغ ہوں اور نکاح کے لیے راضی ہوں۔

4۔ عورت کا غیر محرم ہونا:

نکاح کے لیے یہ شرط ہے کہ جس عورت سے نکاح کیا جا رہا ہو وہ غیر محرم ہو یعنی جس عورت سے نکاح کیا جا رہا ہے وہ نسبتاً، رضاعتاً یا سسرالی حرمت کی وجہ سے حرام نہ ہو۔

5۔ ولی (سرپرست):

فقہ حنفی میں بالغہ عاقلہ عورت کا نکاح اس کی مرضی سے درست ہے۔ اگرچہ ولی کی موجودگی بہتر ہے۔ ہدایہ میں یہ بات واضح ہے کہ بالغہ عورت اپنے نکاح کی خود مالکن ہے مگر نکاح میں ولی کی موجودگی بہتر ہے۔

6۔ مہر:

نکاح میں مہر کا ہونا واجب ہے۔ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں کیا گیا تب عورت کو مہر مثل ملے گا۔

7۔ رضامندی:

دونوں فریقین کا راضی ہونا نکاح کے لیے ضروری ہے۔ اگر جبر یا زبردستی سے نکاح کیا جائے تو نکاح غیر صحیح اور باطل کے قریب ہو گا۔

نکاح کی تین بنیادی حیثیتیں:

۔ فقہ حنفی میں الہدایہ فی شرح بدایہ المبتدی میں بیان ہے کہ نکاح کی تین بنیادی حیثیتیں ہیں

1۔ نکاح صحیح

2۔ نکاح فاسد

3۔ نکاح باطل

1۔ نکاح صحیح:

جس نکاح میں تمام شرائط اور ارکان مکمل طور پر پائے جائیں وہ نکاح صحیح ہے۔ نکاح صحیح کے لیے ضروری شرائط یہ ہیں۔

۔ ایجاب وقبول ایک مجلس میں ہو۔

۔ گواہوں کی موجودگی ہو۔

۔ عورت نکاح کے لیے حلال ہو۔

۔ دونوں فریقین نکاح کے لیے راضی ہوں۔

۔ فریقین عاقل ہوں۔

۔ مہر واجب ہو۔

2۔ نکاح فاسد:

ہدایہ کی روسے جس نکاح میں رکن درست ہوں مگر کوئی شرط باقی رہے تو وہ نکاح فاسد کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر نکاح گواہوں کے بغیر منعقد ہو جائے یا عدت والی عورت سے نکاح کیا جائے یا دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کیا جائے یا مہر ذکر کیے بغیر نکاح کیا جائے تو نکاح فاسد ہو گا۔

نکاح فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر صحبت ہوئی ہو تو نکاح فاسد نہیں ہو گا بلکہ نکاح کی شرائط کو پورا کیا جائے گا۔

3۔ نکاح باطل:

ہدایت کی تعریف سے جس نکاح کا رکن ہی درست نہ ہو یا نکاح ایسی عورت سے کیا جائے جو شریعتاً ہمیشہ کے لیے حرام ہے تو وہ نکاح باطل ہے۔ مثال کے طور پر محرم عورتوں سے نکاح، رضائی محرم سے نکاح، سسرالی محرم سے نکاح (ساس بہو)، پانچویں بیوی سے نکاح، اس عورت سے نکاح جو ابھی عدت میں ہوں اور شہادت وایجاب وقبول کے بغیر نکاح تو ایسا نکاح باطل ہو گا۔ اس میں نہ عدت لازم ہوتی ہے اور نہ ہی مہر لازم ہوتا ہے۔

نکاح کی اقسام:

شرعی طور پر نکاح کی تین اقسام ہیں۔

ا۔ سنت مؤکدہ نکاح

ب۔ واجب نکاح

ج۔ مکروہ نکاح

د۔ حرام نکاح

ا۔ سنت مؤکدہ نکاح (مندوب ومستحب نکاح):

سنت مؤکدہ نکاح جسے مندوب یا مستحب نکاح بھی کہا جاتا ہے۔ اگر انسان عورت کے نان ونفقہ پر قادر ہو اور عورت کو مہر ادا کرنے پر بھی قادر ہو اور جماع پر بھی قدرت رکھتا ہو اور گناہ کا خوف نہ ہو تو ایسی حالت میں نکاح کرنا سنت موکدہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

"اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھے وہ نکاح کرلے کیونکہ یہ نگاہ نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے جن کے پاس نکاح کی مالی استطاعت نہ ہو، انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، جو خواہشاتِ نفسانی کو کنٹرول کرتا ہے۔"5

ب۔ واجب نکاح:

اگر انسان عورت کے نان ونفقے پر بھی قادر ہو اور مہر کی استطاعت بھی رکھتا ہو اور جماع پر بھی قادر ہو اور عورت کی طرف مائل ہونے کی شدت ہو اور گناہ کا خوف ہو تو ایسی صورت میں نکاح کرنا واجب ہے۔

قران مجید میں ارشاد ہے:

"وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةًؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا۔"6

(اور زنا کے قریب نہ جاؤ بیشک وہ برا راستہ ہے۔) سورۃ بنی اسرائیل آیت:32

ج۔ مکروہ نکاح:

اسی طرح اگر انسان عورت کے نہ تو نان ونفقے پر قادر ہو اور نہ ہی مہر ادا کر سکتا ہو اور نہ ہی جماع پر قادر ہو اور اسے ظلم وستم کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں نکاح کرنا مکروہ ہے اور اس حالت میں نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ اس طرح اگر نکاح میں ولی کی اجازت نہ ہو جس کو شریعت نے ضروری قرار دیا ہو تو ایسی صورت میں نکاح کرنا بھی مکروہ ہے۔

نکاح بذات خود مکروہ نہیں ہوتا بلکہ بعض ایسی صورتیں یا حالات ہوتے ہیں جس کی وجہ سے نکاح مکروہ ہو سکتا ہے۔

حدیث نبوی ہے:

"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"7

د۔ حرام نکاح:

حرام نکاح وہ نکاح ہوتا ہے جو قران وحدیث سے منع ہوا ہو یعنی محرم رشتوں سے نکاح کرنا حرام ہے چاہے وہ نسب سے حرام ہو یا رضاعت سے حرام ہو۔

اسی طرح ان عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے جن کی عدت ابھی پوری نہ ہوئی ہو۔

قرآن میں ارشاد ہے:

"وَلَا تَعۡزِمُواْ عُقۡدَةَ ٱلنِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبۡلُغَ ٱلۡكِتَٰبُ أَجَلَهُۥ"8

(اور ان سے نکاح کا عزم نہ کرو یہاں تک کہ ان کی عدت پوری ہو جائے.) سورہ بقرۃ آیت نمبر235

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(حرام ہے نکاح اس عورت سے جس سے محرومیت ثابت ہو جائے۔)9

قرآن مجید میں اللہ تعالی کا ارشاد پاک ہے۔

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ٘-فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ٘-وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْۙ-وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًاۙ۔"10

(تم پر حرام کر دی گئیں ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور دودھ شریک تمہاری بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں (جو اُن بیویوں سے ہوں) جن سے تم ہم بستری کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان (بیویوں) سے ہم بستری نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں اور تمہارے حقیقی بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کو اکٹھا کرنا (حرام ہے۔) البتہ جو پہلے گزر گیا۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔)

قرآن میں جس طرح ماؤں سے نکاح حرام ہے اسی طرح رضائی ماں سے بھی نکاح حرام ہے۔ اس طرح اپنی بہنوں اور بیٹیوں سے بھی نکاح حرام ہے چاہے وہ صلبی بہن بیٹی ہو یا رضائی بہن بیٹی ہو۔ اسی طرح خالہ، پھپھو، بھانجی، بھتیجی سے بھی نکاح حرام ہے۔ اسی طرح ربیبہ سے بھی نکاح کرنا حرام ہے لیکن اگر ربیبہ کی ماں سے ابھی دخول نہ ہوا ہو اور طلاق دے دی ہو تو اس لڑکی سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اس طرح اسلام نے دو بہنوں کو بھی ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا حرام قرار دیا ہے۔ جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہی رشتے رضاعت سے بھی حرام ہیں۔

اہل کتاب سے نکاح کے احکامات:

قرآن مجید کے دلائل:

"وَٱلْمُحْصَنَٰتُ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَٰفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِىٓ أَخْدَانٍ"

(اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ان کی پاکدامن عورتیں (تمھارے لیے حلال کر دی گئی) جبکہ تم ان سے نکاح کرتے ہوئے انھیں انکے مہر دو، نہ کہ زنا کرتے ہوئے اور نہ ان سے غلط دوستیاں بناتے ہوئے۔)

سورۃ مائدہ آیت:5

تشریح:

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اہل کتاب سے نکاح جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ عورت پاک دامن ہو اور تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لائی ہو۔ وہ قرآن کو آخری کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امام الانبیاء اور خاتم النبیین سمجھتی ہو۔

احادیث کی روشنی میں:

اسلام میں اہل کتاب (یہود، نصار) سے نکاح بنیادی طور پر جائز ہے لیکن یہ اجازت کچھ شرائط کے ساتھ ہے۔

قرآن کریم نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور احادیث نے اس کے اصول واضح کیے ہیں۔ احادیث سے براہ راست اہل کتاب سے نکاح کروجیسا جملہ نہیں ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے فیصلوں سے اس کا جواز ثابت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کے اہل کتاب سے نکاح کے واقعات:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی اہلیہ نائلہ بنت فرافصہ:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی اہلیہ نائلہ بنت فرافصہ نصرانی تھی۔ بعد میں مسلمان بھی ہوئی۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ صحابہ اہل کتاب سے نکاح کرتے تھے۔12

حضرت طلحہ بن عبید اللہ کی اہلیہ:

13 ۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے بھی ایک نصرانی خاتون سے نکاح کیا تھا

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کا نکاح:

حضرت حذیفہ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جو خلیفہ تھے انہوں نے حضرت حذیفہ کو یہ نکاح ختم کرنے کو کہا اور فرمایا میں یہ نہیں چاہتا کہ مسلمان اہل کتاب عورتوں کی طرف مائل ہوں اور مسلمان عورتیں چھوڑ دی جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس نکاح پر پابندی نہیں لگائی بلکہ فتنے کے خوف سے منع کیا تھا۔14

اہم فقہی نقطہ:

علماء امت کا اجماع ہے کہ مسلمان مرد کے لیے اہل کتاب سے نکاح جائز ہے لیکن مسلمان عورتوں کے لیے اہل کتاب مرد سے نکاح جائز نہیں ہے کیونکہ قرآن نے صرف اہل کتاب عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت دی ہے اہل کتاب مردوں کے ساتھ نہیں۔

قرآن نے مسلمان مرد کو پاک دامن اہل کتاب عورت سے نکاح کی اجازت دی ہے۔ احادیث میں براہ راست حکم نہیں ہے مگر صحابہ کے امر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے واقعات سے اس کا جواز ثابت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتنے کے خوف سے بعض نکاح پر ناپسندیدگی ظاہر کی مگر اجازت ختم نہیں کی۔ آج بھی اہل سنت کے تمام فقہی مذاہب میں اہل کتاب عورت سے نکاح جائز ہے لیکن بہتر نہیں ہے۔

احناف کا حکم:

احناف کے نزدیک اہل کتاب عورت سے نکاح جائز ہے لیکن کراہت اس لیے ہے کہ اولاد ماں کی طرف مائل ہو سکتی ہے۔ دینی ماحول پر اثر پڑ سکتا ہے اور اسلامی معاشرت متاثر ہو سکتی ہے۔15

فقہ مالکی کا حکم:

فقہ مالکی نے اس کے جائز ہونے کا حکم تو دیا ہے لیکن بعض صورتوں میں سخت کراہت بھی کی ہے اور وجہ یہ بتائی ہے کہ مسلمانوں پر اس کا منفی اثر پڑ سکتا ہے اور اس نکاح سے مسلمان عورتوں کی دل آزاری بھی ہو سکتی ہے۔16

فقہ شافعی کا حکم:

فقہ شافعی کے نزدیک نکاح جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ عورت کتابیہ ہو، مشرکہ یا ملحدہ نہ ہو۔17

فقہ حنبلی کا حکم:

فقہ حنبلی کے نزدیک اہل کتاب عورت سے نکاح جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مسلمان عورت سے شادی کرے۔18

اہل کتاب عورت سے نکاح کے لیے شرائط :

عورت واقعی اہل کتاب ہو:

عورت واقعی اہل کتاب ہو یعنی یہودی یا نصرانی ہو عورت مشرکہ، دہریہ، کلیسائی، مشرکہ یا مرتد نہ ہو۔

پاک دامن محصنہ ہو:

اہل کتاب عورت سے نکاح اس صورت میں جائز ہے کہ جب وہ عورت پاک دامن محصنہ عورت ہو۔زانیہ، فاحشہ یا آوارہ مشہور نہ ہو۔

اولاد کی دینی تربیت کا خطرہ نہ ہو:

اہل کتاب عورت سے نکاح جائز تو ہے لیکن اگر ماں بچوں کو غیر اسلامی تعلیم دے تو نکاح مکروہ یا ناجائز ہو سکتا ہے۔

اسلام قبول کرانے کے بہانے نکاح نہ کیا جائے:

اگر مرد عورت سے اسلام قبول کرانے کے بہانے نکاح کرے تو فقہاء اس نے اسے غلط نیت قرار دیا ہے۔

موجودہ دور میں اہل کتاب سے نکاح کا شرعی حکم:

اکثر فقہاء کے نزدیک آج کے بیشتر عیسائی اور یہودی حقیقی اہل کتاب نہیں ہے۔اکثر لوگ تثلیث پر ایمان رکھتے ہیں جو کہ شرک ہے۔بائبل کی اصل تعلیمات باقی نہیں ہیں اور اخلاقی فحاشی عام ہے۔اس لیے فقہاء کی اکثریت کی رائے میں اب اس نکاح میں کراہت شدیدہ ہے۔اہل کتاب سے نکاح قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے لیکن کراہت کا حکم غالب ہے۔علماء کے نزدیک اس قسم کے نکاح سے بچوں کی تربیت، خاندان کا دین، معاشرت سب متاثر ہو سکتے ہیں۔

باندی سے نکاح کا حکم :

باندی سے نکاح جائز ہے مگر دو شرطوں کے ساتھ:

۔آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت نہ ہو۔

۔زنا میں پڑ جانے کا خوف ہو۔

حکم:

الہدایہ کے مطابق باندی سے نکاح کے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

1۔باندی سے نکاح اصل میں جائز ہے۔

2۔آزاد عورت موجود ہو اور اس پر قدرت بھی ہو تو باندی سے نکاح جائز نہیں

3۔باندی سے نکاح اسی صورت جائز ہے جب آزاد عورت سے نکاح کی استطاعت نہ ہو اور گناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو۔

4۔باندی سے نکاح کی صورت میں اولاد بھی غلام ہوتی ہے اس لیے یہ نقصان دہ ہے۔19

باندی کا مہر:

باندی کا مہر اس کے مالک کو ملتا ہے وجہ یہ ہے کہ باندی کا جسم، اس کی خدمت، اس کے حقوق، سب مالک کی ملکیت میں شامل ہوتے ہیں۔اس لیے نکاح میں جو مہر دیا جاتا ہے وہ باندی کو نہیں بلکہ اس کے مالک کو دے دیا جاتا ہے۔

باندی سے نکاح کی اجازت:

باندی کا نکاح اس کے مالک کی اجازت کے بغیر درست نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باندی خود مختار نہیں ہوتی بلکہ اس کے معاملات کا اختیار اس کے مالک کے پاس ہوتا ہے۔

ولی کے حقوق وحدود قرآن وحدیث کی روشنی میں:

اسلام میں ولی (باپ، دادا، بھائی وغیرہ) کو نکاح میں اہم مقام دیا گیا ہے لیکن ساتھ میں ولی کے حقوق اور حدود بھی متعین کر کے انہیں واضح کیا گیا ہے۔ ولی کی حقوق وحدود مندرجہ ذیل ہیں۔

ولی کے حقوق:

نکاح میں نگرانی اور سرپرستی:

اسلام میں ولی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عورت کے لیے بہترین، دینی اور اخلاقی رشتہ تلاش کرے۔ انہیں بے جوڑ مرد کے ساتھ نکاح کے بندھن میں نا باندھے۔ ان پر اپنی مرضی مسلط نہ کرے بلکہ مناسب جوڑ کے ساتھ ان کا نکاح کرائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "ولی کے بغیر نکاح نہیں۔"20

کسی بھی عورت کا نکاح ولی کے بغیر صحیح نہیں ہے۔ ولی نہ صرف عورت کے نکاح کی نگرانی کرتا ہے بلکہ عورت کو بے جوڑ رشتے سے محفوظ کرتا ہے۔

عورت کی حفاظت اور خیر خواہی:

ولی کا یہ حق ہے کہ وہ عورت کے حقوق کی حفاظت کرے۔ انہیں مناسب مہر مقرر کر کے دیں۔ اور مرد کو اس کے ساتھ نیکی کرنے کی تلقین کرے۔ ولی کو چاہیے کہ وہ عورت کے حقوق کی حفاظت کرے نہ کہ اس کے مہر کو جبراً وصول کرے۔

نا اہل مرد سے نکاح روکنا:

اسی طرح اگر عورت اپنے لیے ایسے مرد کو تلاش کرے جو بدکار ہو، دین سے دور ہو، تو ولی کو پورا اختیار حاصل ہے کہ عورت کو اس نکاح سے روکے۔

ولی کے حدود :

زبردستی نکاح کرانے کا کوئی حق نہیں:

قرآن میں ارشاد ہے۔

"وَلَا تَعۡضُلُوهُنَّ لِتَذۡهَبُواْ بِبَعۡضِ مَآ ءَاتَيۡتُمُوهُنَّ"21

(عورتوں کو زبردستی روک کر نہ رکھو کہ جو مہر تم نے انھیں دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو۔)

سورۃ النساء آیت:19

قرآن کریم کی اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ولی کو اختیار نہیں ہے کہ وہ عورتوں کو زبردستی نکاح کرانے پر مجبور کرے یا انہیں نکاح میں رہنے کی تاکید کریں۔

عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح باطل ہے:

اگر ولی نے عورت کی رضامندی کے بغیر عورت کا نکاح کرا دیا تو اس کا نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لڑکی کا نکاح رد کر دیا تھا جسے باپ نے زبردستی بیاہا تھا۔"22

ولی عورت سے اس کا مال یا مہر نہیں لے سکتا:

ولی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ عورت سے اس کا مال یا مہر زبردستی وصول کرے۔ قرآن نے اس کے متعلق فرمایا ہے۔

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَحِلُّ لَـكُمۡ اَنۡ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرۡهًا‌ؕ-وَ لَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ‌ۚ-وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ۚ-فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا۔"23

(اے ایمان والو! تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور عورتوں کو اس نیت سے روکو نہیں کہ جو مہر تم نے انہیں دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو سوائے اس صورت کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے گزر بسر کرو پھر اگر تمہیں وہ ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔) سورۃ النساء آیت:19

عورت کو ناپسندیدہ شخص سے نکاح پر مجبور کرنا گناہ ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "عورت کو اس کی مرضی کے خلاف نکاح میں نہ دو۔"24

ولی کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ عورت کو ناپسندیدہ شخص سے نکاح کرنے پر مجبور کرے کیونکہ جبر انکاح قرآن وسنت دونوں سے حرام ہے۔

نکاح میں عورت کی رضامندی قرآن مجید کی روشنی میں:

اسلام نے نکاح کو ایک پاکیزہ، باعزت اور باہمی معاہدہ قرار دیا ہے جس کی بنیاد رضامندی، احترام اور عدل پر رکھی گئی ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ عورت کو نکاح میں جبر سے محفوظ رکھا گیا ہے اور اس کی رضامندی بنیادی شرط ہے۔

نکاح ایک باہمی معاہدہ ہے:

قرآن مجید نکاح کو محض رسم نہیں بلکہ ایک معاہدہ قرار دیتا ہے اور معاہدہ ہمیشہ فریقین کی رضامندی سے ہی درست ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَكَيۡفَ تَأۡخُذُوۡنَهٗ وَقَدۡ اَفۡضٰى بَعۡضُكُمۡ اِلٰى بَعۡضٍ وَّاَخَذۡنَ مِنۡكُمۡ مِّيۡثَاقًا غَلِيۡظًا"25

(اور تم وہ (مال) کیسے واپس لے سکتے ہو حالانکہ تم (تنہائی میں) ایک دوسرے سے مل چکے ہو اور وہ تم سے مضبوط عہد (بھی) لے چکی ہے۔) سورۃ النساء آیت: 21

یہاں نکاح کو میثاق غلیظ کہا گیا ہے اور شریعت کا اصول ہے کہ کسی بھی معاہدے میں زبردستی معتبر نہیں ہوتی۔ لہذا عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح قرآن کے مزاج کے خلاف ہے۔

عورت کو زبردستی نکاح میں رکھنے کی ممانعت:

قرآن مجید نے عورتوں پر جبر کو صراحتاً منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَحِلُّ لَكُمۡ أَن تَرِثُواْ ٱلنِّسَآءَ كَرۡهٗاۖ"26

(اے ایمان والو تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم عورتوں کو زبردستی وراثت میں لے لو۔)

اگر عورت کو ناپسندیدہ حالت میں اپنے پاس رکھنا ناجائز ہے تو زبردستی اس کا نکاح کرنا بدرجہ اولی ناجائز ہے۔

یہ آیت عورت کی آزاد مرضی کا واضح قرآنی اعلان ہے۔

عورت کو نکاح کے فیصلے کا حق:

قرآن مجید عورت کو اس کے نکاح سے متعلق آزادانہ فیصلہ کرنے کا حق دیتا ہے۔

"فَلَا تَعۡ◌ضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحۡ◌نَ أَزۡ◌وَٰجَهُنَّ إِذَا تَرَٰضَوۡ◌اْ بَيۡ◌نَهُم بِٱلۡ◌مَعۡ◌رُوفِ◌ۗ"27

(پس انہیں نہ روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کرے جب کہ وہ آپس میں معروف طریقے سے راضی ہوں۔) سورۃ البقرۃ آیت :232

یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ عورت کی رضامندی معتبر ہے۔ سرپرست ولی کو زبردستی کا اختیار نہیں ہے۔ نکاح کا معیار باہمی رضامندی ہے۔

طلاق کے بعد بھی عورت کی مرضی کا احترام:

قرآن عورت کی مرضی کو طلاق کے بعد بھی تسلیم کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَإِذَا طَلَّقۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعۡضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحۡنَ أَزۡوَٰجَهُنَّ إِذَا تَرَٰضَوۡاْ بَيۡنَهُم بِٱلۡمَعۡرُوفِۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِۦ مَن كَانَ مِنكُمۡ يُؤۡمِنُ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۗ ذَٰلِكُمۡ أَزۡكَىٰ لَكُمۡ وَأَطۡهَرُۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَ أَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ۔"28

(اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں۔ یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر یقین وایمان رکھتا ہو، اس میں تمہاری بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۔) سورۃ البقرۃ آیت: 232

یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ عورت نکاح اور رجوع میں آزاد ارادہ رکھتی ہے۔ کسی مرد یا ولی کا اس پر جبر جائز نہیں۔

معروف اور باہمی رضامندی کی شرط:

قرآن مجید نکاح میں معروف (بھلائی اور انصاف) کی شرط لگاتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۔"29

(اور عورتوں کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو۔)سورۃ النساء آیت: 19

جبر، اکراہ اور زبردستی معروف کے خلاف ہے۔اس لیے نکاح میں رضامندی کا ہونا قرآن کے اصول معروف کا لازمی تقاضا ہے۔

قرآن کا مجموعی مزاج اور عورت کی رضامندی:

قرآن کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ انسان کو اختیار اور ارادہ دیا گیا ہے۔ نکاح محبت، سکون اور رحمت کا ذریعہ ہے۔ارشاد ربانی ہے:

"وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً"30

(اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی۔) سورۃ روم آیت:21

محبت اور رحمت جبر سے پیدا نہیں ہو سکتی لہذا قرآن کے اس اصول کی روشنی میں نکاح میں عورت کی رضامندی ناگزیر ہے۔

قرآن مجید کی واضح تعلیمات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نکاح ایک باہمی معاہدہ ہے۔عورت کی رضامندی بنیادی شرط ہے۔ جبر واکراہ قرآن کی صریح احکامات کے خلاف ہے۔ولی کا کردار معاون ہے، حاکم یا جابر نہیں۔لہذا عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح نہ صرف اخلاقی طور پر بلکہ قرآنی تعلیمات کے بھی منافی ہے۔

نکاح میں عورت کی رضامندی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں:

قرآن مجید کے بعد احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت اسلامی کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے۔رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے واضح ارشادات اور عملی فیصلوں کے ذریعے اس اصول کو پوری طرح واضح فرمایا کہ عورت کی رضامندی کے بغیر کوئی نکاح شرعاً معتبر نہیں ہے۔احادیث میں عورت کی رضا کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ جبر کے ذریعے کیا گیا نکاح باطل یا قابل فسخ قرار دیا گیا ہے۔

بالغ عورت کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں:

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بیوہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔"31

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نکاح سے پہلے عورت کی اجازت شرط لازم ہے۔ولی خود سے فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہے۔کنواری اور بیوہ دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔

کنواری لڑکی کی خاموشی بھی رضامندی ہے:

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنواری لڑکی کی نفسیاتی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا کہ "کنواری کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔"32

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام عورت کی نفسیاتی حیا کا احترام کرتا ہے۔خاموشی کو بھی رضامندی شمار کیا گیا۔مگر ناپسندیدگی یا انکار کی صورت میں نکاح جائز نہیں ہے۔

جبر سے کیا گیا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منسوخ فرمایا:

ایک عورت نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ اس کے والد نے اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کر دیا، حدیث مندرجہ ذیل ہیں:

"ایک لڑکی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میرے والد نے میرا نکاح میری مرضی کے بغیر کر دیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا۔"33

یہ حدیث نہایت مضبوط دلیل ہے کہ جبر سے کیا گیا نکاح شرعاً لازم نہیں ہے۔عورت کو نکاح برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔والد یا ولی کا جبر باطل ہے۔

عورت کی ناپسندیدگی نکاح کے عدم جواز کی دلیل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اور واقعہ جبر نکاح کا پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نکاح رد فرمایا۔34

یہ واقعہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اگر عورت نکاح پر راضی نہ ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے نکاح کو کالعدم قرار دیتے تھے۔اسلام میں زبردستی کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ولی کا کردار محافظ ہے نہ کہ جابر:

احادیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ولی کا مقصد عورت کے مفاد کا تحفظ ہے اور عورت کے لیے مناسب رشتہ تلاش کرنا ہے۔اسلام میں ولی مشیر ہے۔فیصلہ کن اختیار عورت کی رضامندی سے مشروط ہے۔

احادیث کا مجموعی مزاج:

تمام متعلقہ حدیث کو سامنے رکھا جائے تو یہ اصول سامنے آتا ہے کہ نکاح عبادت اور معاہدہ دونوں ہے اور عبادت میں نیت اور رضامندی دونوں ضروری ہیں۔ جبر عبادت کو باطل کر دیتا ہے۔

نتیجہ احادیث کی روشنی میں:

حدیث صحیحہ کی بنیاد پر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح جائز نہیں ہے۔ کنواری ہو یا بیوہ، اجازت شرط ہے۔ زبردستی کیا گیا نکاح قابل فسخ یا باطل ہے۔ ولی کا جبر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہے۔ لہذا قرآن کے بعد احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ نکاح میں عورت کی رضامندی بنیادی اور ناگزیر شرط ہے۔

قرآن واحادیث سے شرعی نتیجہ:

تمام قرآنی آیات اور تمام احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کوئی یکطرفہ معاہدہ نہیں ہے بلکہ یہ دو طرف معاہدے کا نام ہے، جس میں عورت کی رضامندی نکاح کے لیے بنیادی شرط ہے۔ اس طرح باپ، بھائی یا ولی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ عورت کو جبرا نکاح کے لیے مجبور کریں۔ جبرا نکاح قرآن وحدیث دونوں سے حرام ہے۔ زبردستی نکاح جائز نہیں ہے۔ عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح شرعا مردود ہے۔ ولی کا اختیار عورت کے مفاد تک محدود ہے چاہے قبول کرے، چاہے مسترد کرے۔ جبر اسلام میں ظلم ہے، نکاح نہیں۔

تفسیر ابن کثیر:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُواْ ٱلنِّسَآءَ كَرْهًاۖ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُواْ بِبَعْضِ مَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّآ أَن يَأْتِينَ بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍۚ وَعَاشِرُوهُنَّ بِٱلْمَعْرُوفِۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰٓ أَن تَكْرَهُواْ شَيْـًٔا وَيَجْعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔"35

(اے ایمان والو! تمھارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بنو اور انھیں تنگ نہ کرو کہ جو مال تم نے انکو دیا ہے اس میں سے واپس لے لو مگر یہ کہ وہ کھلی بدکاری کریں اور ان کے ساتھ بھلائی سے زندگی بسر کرو اور اگر وہ تمھیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ اگر کوئی چیز تمھیں ناپسند ہو اور اللہ نے اس میں خیر کثیر رکھا ہو۔)

سورۃ النساء آیت: 19

ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ عورتوں کو وراثت سمجھ کر ضبط کر لیتے تھے۔ اگر کسی عورت کا شوہر فوت ہو جاتا یا اس کو طلاق دے دیتا تو عورتوں کا ولی عورتوں کو اجازت نہ دیتا کہ وہ کہیں اور نکاح کر لیں۔ اس طرح بعض لوگ ایسے بھی تھے جو عورتوں کو زبردستی روک لیتے تھے اور ان کو جو مہر یا مال دیتے ان کو روک لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس قسم کی ظلم سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ مندرجہ بالا آیت سے یہ حکم صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عورت پر جبر کر کے نکاح کرنا یا انہیں جبرا نکاح میں روکے رکھنا حرام ہے۔

تفسیر قرطبی:

اما قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 19 سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر صحیح نہیں ہے۔ اس آیت میں یہ لفظ "**لَا يَحِلُّ لَكُمْ**" سے مراد ہر قسم کا جبر ہے۔ اسی طرح اس آیت سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ نکاح کے منعقد ہونے میں عورت کے فیصلے کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ امام قرطبی کی تفسیر سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ نکاح میں عورت کی رضامندی شرط ہے۔ اور اگر نکاح میں عورت پر کسی بھی قسم کا جبر کیا گیا تو یہ نکاح باطل یا فاسد کی حکم میں آتا ہے۔

نکاح میں عورت کی رضامندی فقہ اسلامی (چاروں مذاہب) کا تقابلی جائزہ:

قرآن وسنت کی صریح تعلیمات کے بعد فقہائے امت نے نکاح میں عورت کی رضامندی کے مسئلے کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ ولی کے کردار کے بارے میں فقہی مذاہب میں کچھ جزوی اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن اس امر پر چاروں مذاہب کا اتفاق ہے کہ عورت پر جبر جائز نہیں ہے اور ناپسندیدگی کی صورت میں نکاح معتبر نہیں رہتا۔

فقہ حنفی کا موقف:

فقہ حنفی میں بالغ، عاقل عورت کو نکاح کے معاملے میں نمایاں اختیار دیا گیا ہے۔ بالغ عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔ ولی کی اجازت شرط صحت نہیں۔ تاہم کفو (برابری) کا لحاظ ضروری ہے۔ اگر عورت کو نکاح پر مجبور کیا جائے تو نکاح قابل فسخ ہو گا اور قاضی عورت کی شکایت پر نکاح ختم کر سکتا ہے۔36

فقہ مالکی کا موقف:

فقہ مالکی میں ولی کو اہمیت دی گئی ہے۔ لیکن عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح ناجائز ہے۔ فقہ مالکی کے نزدیک ولی کی موجودگی ضروری ہے۔ عورت کی صریح اجازت لازمی ہے۔ جبر کی صورت میں نکاح باطل یا قابل فسخ ہے۔ اگر ولی زبردستی نکاح کرائے تو عورت کو قاضی کے پاس فسخ کا حق حاصل ہے۔

فقہ شافعی کا موقف:

فقہ شافعی میں ولی کی اجازت کو شرط صحت مانا گیا ہے، مگر عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے۔ کنواری کی اجازت خاموشی سے بھی ہو سکتی ہے اور بیوہ کی اجازت صراحتاً ضروری ہے۔ ولی اگر عورت کی مرضی کے خلاف نکاح کرے تو نکاح فاسد یا باطل ہو گا۔

فقہ حنبلی کا موقف:

فقہ حنبلی میں بھی ولی کو شرط مانا گیا ہے مگر جبر کی سخت ممانعت ہے۔ فقہ حنبلی کے نزدیک ولی کی اجازت ضروری ہے اور عورت کی اجازت لازم ہے۔ ناپسندیدگی کی صورت میں نکاح رد کیا جائے گا۔ امام احمد کے نزدیک اگر عورت نکاح سے ناخوش ہو تو قاضی نکاح فسخ کر دے گا۔

حتمی نتیجہ:

جزوی اختلاف کے باوجود چاروں فقہی مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کو نکاح پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح شرعاً معتبر نہیں ہے۔ ولی کا اختیار حدود کے اندر ہے۔ جبر و اکراہ اسلامی شریعت کے منافی ہے۔ قاضی عورت کو تحفظ اور انصاف فراہم کرنے کا پابند ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نکاح میں عورت کی رضامندی بنیادی، لازمی اور ناقابل تنسیخ حق ہے۔

قانون پاکستان اور عدالتی فیصلوں کی روشنی میں (عورت کی رضامندی):

اسلامی تعلیمات قرآن، حدیث، فقہ کے عین مطابق پاکستان کا خاندانی قانون بھی نکاح میں عورت کی رضامندی کو بنیادی حیثیت دیتا ہے۔ پاکستانی عدلیہ نے متعدد فیصلوں میں یہ اصول واضح کیا ہے کہ بالغ عورت کی رضامندی کے بغیر نکاح نہ شرعاً درست ہے اور نہ ہی قانوناً قابل قبول ہے۔

پاکستانی قانون میں نکاح کی بنیاد رضامندی:

پاکستان میں نکاح کو ایک سول کانٹریکٹ تسلیم کیا جاتا ہے اور معاہدے کی صحت کے لیے فریقین کی آزاد رضامندی شرط ہے۔ 1872 کانٹریکٹ ایکٹ کے تحت جبر، اکراہ یا دباؤ کے تحت کیا گیا معاہدہ کلعدم یا قابل منسوخی ہوتا ہے چونکہ نکاح بھی ایک معاہدہ ہے اس لیے زبردستی نکاح قانونی طور پر درست نہیں ہے۔

مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961:

پاکستان میں مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961، خاندانی معاملات کا بنیادی قانون ہے۔ اس لاز کے اہم نکات میں ہے کہ نکاح کا اندراج لازم ہے۔ نکاح خواہ پر لازم ہے کہ فریقین کی آزاد رضامندی کی تصدیق کرے۔ نکاح نامے میں دلہن کے دستخط یا انگوٹھا نشان اس کی رضامندی کا ثبوت ہوتا ہے اور اگر دلہن کی رضامندی مشکوک ہو تو نکاح عدالتی جانچ کے دائرے میں آجاتا ہے۔37

بالغ عورت کو اپنی مرضی سے نکاح کا حق:

پاکستانی عدلیہ نے بارہا یہ اصول قائم کیا ہے کہ بالغ مسلمان عورت کو اپنی مرضی سے نکاح کرنے کا مکمل حق حاصل ہے اور ولی کی اجازت شرط نہیں ہے۔ بالغ عورت اپنی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے۔ والدین یا ولی زبردستی یا دباؤ کا اختیار نہیں رکھتے۔ زبردستی کا نکاح قانوناً اور شرعاً درست نہیں ہوتا۔

زبردستی نکاح کلعدم قرار دینے کا عدالتی فیصلہ:

عدالت عظمیٰ نے قرار دیا ہے کہ نکاح کے لیے آزاد رضامندی شرط لازم ہے۔ جبر سے کیا گیا نکاح قابل قبول نہیں ہے۔ عدالت نے واضح کیا ہے کہ اگر عورت نکاح سے انکاری ہو تو ایسا نکاح فسخ کیا جا سکتا ہے۔

ولی کی حیثیت پاکستانی قانون میں:

پاکستانی قانون فقہ حنفی کے اصولوں کے قریب ہے۔ ولی محافظ اور معاون ہے، حاکم یا جابر نہیں۔ بالغ عورت خود نکاح کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ ولی کا کردار عورت کی بھلائی تک محدود ہے، اس کی مرضی پر غالب نہیں ہے۔

حتمی نتیجہ قانون پاکستان کی روشنی میں:

نکاح ایک قانونی وہ شرعی معاہدہ ہے۔ عورت کی آزاد رضامندی بنیادی شرط ہے۔ زبردستی نکاح شرعاناجائز اور قانونا کلعدم ہے۔ بعض صورتوں میں قابل سزا جرم ہے۔ عدالتیں عورت کے اس حق کے تحفظ کی ضامن ہیں۔ یوں قرآن، حدیث، فقہ اور قانون پاکستان سب اس بات پر متفق ہیں کہ نکاح میں عورت کی رضامندی ایک ناقابل انکار حق ہے۔38

عورت کی زندگی پر جبر نکاح کے اثرات:

اسلام نے نکاح کو **رضامندی، باہمی احترام اور سکون** کا رشتہ قرار دیا ہے۔ جبر کے ذریعے کیا گیا نکاح شریعت کی روح اور مقاصدِ نکاح کے خلاف ہے۔ عورت کی زندگی پر جبر نکاح کے اہم اثرات علمی انداز میں مندرجہ ذیل ہیں۔

نفسیاتی و ذہنی اثرات:

جبر نکاح عورت کی شخصیت کو شدید نفسیاتی دباؤ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ خوف، اضطراب، ڈپریشن، احساسِ محرومی اور خود اعتمادی میں کمی جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔ جب نکاح عورت کی رضامندی کے بغیر ہو تو ازدواجی زندگی سکون (سکینہ) کے بجائے ذہنی اذیت کا سبب بن جاتی ہے، حالانکہ قرآن نے نکاح کا مقصد **سکون اور مودّت** بیان کیا ہے۔

"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا"39

(اور اسکی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم ہی میں سے تمھاری بیوی پیدا کی تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو۔) سورۃ الروم:21

دینی و شرعی اثرات:

احادیثِ نبویہ ﷺ میں واضح طور پر عورت کی رضامندی کو نکاح کی شرط قرار دیا گیا ہے۔ ایک عورت نے اپنے والد کے جبری نکاح کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار دیا۔

حدیث میں آیا ہے "**يّم أحقّ بنفسها من وليّها، والبكر تستأذن في نفسها"40**

(بیوہ اپنے معاملے میں زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اجازت لی جائے گی۔)

اس سے واضح ہے کہ جبر کے ذریعے نکاح شریعت کے منافی ہے اور ایسا نکاح عورت کے شرعی حقِ اختیار کو سلب کرتا ہے۔

سماجی اثرات:

طلاق یا علیحدگی کے امکانات میں اضافہ۔

معاشرتی بے اعتمادی اور نفرت کا فروغ۔

عورت کی سماجی شرکت میں کمی۔

جبر نکاح اکثر گھریلو تشدد، جسمانی و جذباتی استحصال کا پیش خیمہ بنتا ہے، جس سے نہ صرف عورت بلکہ اولاد کی تربیت اور معاشرتی استحکام بھی متاثر ہوتا ہے۔

تعلیمی و معاشی اثرات:

جب نکاح زبردستی کیا جائے تو اکثر لڑکی کی تعلیم منقطع ہو جاتی ہے۔ اس کے کیریئر، معاشی خود مختاری اور فیصلہ سازی کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ نتیجتاً وہ معاشی طور پر انحصار اور کمزوری کا شکار رہتی ہے، جو اس کی مجموعی ترقی میں رکاوٹ بنتی ہے۔

قانونی اثرات:

پاکستان کے آئین اور عائلی قوانین کے مطابق نکاح میں فریقین کی رضامندی بنیادی شرط ہے۔ عدالتیں جبری نکاح کو کالعدم قرار دے سکتی ہیں، خصوصاً جب زبردستی، دھمکی یا دباؤ ثابت ہو جائے۔

اسی طرح **Prevention of Anti-Women Practices Act 2011** کے تحت زبردستی نکاح ایک قابلِ سزا جرم ہے۔

مقاصدِ شریعت کی خلاف ورزی:

حفظِ نفس (جان کا تحفظ)۔

حفظِ عقل (ذہنی صحت کا تحفظ)۔

حفظِ نسل (صالح خاندان کا قیام)۔

حفظِ کرامت (انسانی وقار کا تحفظ)۔

لہٰذا جبر نکاح نہ صرف انفرادی بلکہ معاشرتی فساد کا سبب بنتا ہے۔

حاصل کلام:

جبر نکاح عورت کی **دینی، نفسیاتی، سماجی، تعلیمی اور معاشی زندگی** پر گہرے منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ اسلام نے نکاح کو باہمی رضامندی اور مشاورت کا معاہدہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا کسی بھی قسم کا جبر اسلامی تعلیمات اور قانونی اصولوں کے خلاف ہے۔ اسلام نکاح میں عورت کی آزادانہ رائے کا قائل ہے۔

حوالہ جات:

1۔ بخاری 5066

2۔ صحیح مسلم 3400

3۔ سنن ابن ماجہ 1846

4۔ احسن ہدایہ جلد چہارم تصنیف ابو الحسن علی ابن ابی بکر

5۔ صحیح بخاری 5066

6۔ سورۃ بنی اسرائیل آیت 32

7۔ صحیح مسلم 1829 کتاب الامارہ

8۔ سورۃ بقرۃ آیت 235

9۔ صحیح مسلم

10۔ سورۃ النساء آیت 23

11۔ سورۃ المائدۃ آیت 5

12۔ الطبقات الکبری ج 8۔ ص 265

13۔ الطبقات الکبری ج 8۔ ص 193

14۔ سنن ابن ماجہ حدیث 2009

15۔ احناف کا حکم بدائع الصنائع (2/271) (فتاوی عالمگیر 1/343)

16۔ فقہ مالکی کا حکم المدونۃ الکبری (2/157)

17۔ فقہ شافعی (المجموع للنووی 16/204)

18۔ فقہ حنبلی (المغنی 7/130)

19۔ الہدایہ فی شرح بدایہ جلد 2، کتاب النکاح باب النکاح الاماء

20۔ سنن ابی داؤد 2085

21۔ سورۃ النساء آیت 19

22۔ ابن ماجہ 1873

23۔ سورۃ النساء آیت 19

24۔ مسند احمد 2469

25۔ سورۃ النساء آیت 21

26۔ سورۃ النساء آیت 19

27۔سورۃ بقرۃ آیت232

28۔سورۃ بقرۃ آیت232

29۔سورۃ النساء آیت19

30۔سورۃ روم آیت21

31۔ صحیح بخاری5136

32۔ صحیح مسلم1420

33۔سنن ابی داؤد2096

34۔سنن ابن ماجہ1873

35۔سورۃ النساء آیت19

36۔فقہ حنفی الہدایہ جلد 1 کتاب النکاح

37۔پاکستانی قانون مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961

38PLD2024SC۔سپریم کورٹ آف پاکستان()

39۔سورۃ روم آیت21

40۔ صحیح بخاری5136